الدعاء والاستجابة

الفہ

المفتقر الی اللہ الصمد السید احمد

سنہ ۱۸۹۹ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الدعاء والاستجابۃ

دعا اور ندا دو لفظ مرادف ہیں اور اُن کے لغوی معنی پکارنے کے ہیں حضرت زکریا کے حال میں ایک جگہ خدا نے فرمایا وَزَكَرِيَّا إِذْ نَادَىٰ رَبَّهُ اور یہ کافی ثبوت اس بات کا ہے کہ دعا اور ندا دو مرادف لفظ ہیں۔ خدا کو پکارنا اسکی طرف متوجہ ہونا اور اسکو حاضر سمجھنا اور اسکے اِلٰہ اور معبود برحق ہونے کا اقرار کرنا ہے۔ پس جو شخص کہ اسطرح پر خدا کو پکارتا ہے خدا اُسکو قبول کرتا ہے قال اللہ تعالیٰ وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ (آیت ٦٢ - المومن ٤٠) اور دوسری جگہ فرمایا ہے وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي وَلْيُؤْمِنُوا بِي لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ (آیت ١٨٢ - البقرہ ٢)۔

غرض کہ لفظ دعا اور ندا میں بلحاظ اسکے حقیقی معنی کے امر مسئول عنہ داخل نہیں ہوتا
بلکہ وہ علیحدہ بیان کیا جاتا ہے جیسے کہ ان دو آیتوں میں ہے پہلی آیت یہ ہے
هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهُ قَالَ رَبِّ هَبْ لِي مِنْ لَدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً إِنَّكَ
سَمِيعُ الدُّعَاءِ (آیت ۳۳ - آل عمران ۳) اور دوسری آیت یہ ہے وَزَكَرِيَّا إِذْ
نَادَىٰ رَبَّهُ رَبِّ لَا تَذَرْنِي فَرْدًا وَأَنْتَ خَيْرُ الْوَارِثِينَ (آیت ۸۹ - الانبیاء ۲۱)۔

بہت جگہ قرآن مجید میں بغیر لفظ دعا کے سوال کیا گیا ہے اور حاجت چاہی گئی
ہے جیسے حضرت ابراہیم نے کہا رَبِّ هَبْ لِي مِنَ الصَّالِحِينَ فَبَشَّرْنَاهُ بِغُلَامٍ
حَلِيمٍ (آیت ۱۰۰ و ۹۹ - الصافات ۳۷) اور سورۃ النمل میں جو آیت ہے أَمَّنْ
يُجِيبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوءَ (آیت ۶۳ - النمل ۲۷) اس میں بھی لفظ
دعا انہیں معنوں میں آیا ہے جو اور آیتوں میں آیا ہے اور مسئول عنہ پر بولا نہیں گیا
ہے بلکہ اسکا مطلب یہ ہے کہ اذا دعاہ بکذا وکذا۔

لیکن اگر خدا سے کچھ مانگا جاوے اور سوال کیا جاوے تو اس حالت میں
بھی خدا کی طرف متوجہ ہونا اور اسکو معبود برحق سمجھنا لازم آتا ہے اور لفظ ندا لفظاً
یا معناً اسپر صادر ہوتا ہے اس لیئے دعا کا لفظ مسئول عنہ پر بھی بولا جاتا ہے اور
لفظ دعا کے معنی الابتہال الی اللہ بالسؤال کے ہوجاتے ہیں یعنی عاجزی کے
ساتھ خدا سے کچھ مانگنے کے اور یہی سبب ہے کہ دعا کو بمعنی اول لو یا بمعنی ثانی
عبادت کہا ہے - چنانچہ اس آیت میں وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ

إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ دَاخِرِينَ (آیت ۱۲ المؤمن ۴۰) عبادت کا لفظ مرادف دعا کے آیا ہے اس لیئے کہ شروع آیت میں اُدْعُونِي کا لفظ ہے تو اُسکی مناسبت سے یَسْتَکْبِرُونَ کے بعد عَنْ دعائی آنا مگر وہاں عَنْ عِبَادَتِي آیا ہے جو کافی ثبوت ہے کہ دعا اور عبادت مرادف لفظ ہیں +

اسی آیت کے مطابق دو حدیثیں مشکوٰۃ شریف میں موجود ہیں پہلی حدیث یہ ہے عن النعمان بن بشیر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الدعاء هو العبادة ثم قرأ و قال ربکم ادعونی استجب لکم رواہ احمد والترمذی وابوداؤد والنسائی وابن ماجه۔ دوسری حدیث یہ ہے عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الدعاء مخ العبادة رواہ الترمذی +

باقی رہی استجابت دعا۔ اگر استجابت دعا کے معنی اُس سوال کا پورا کر دینے کے قرار دیئے جاویں تو اُس میں دو مشکلیں پیش آتی ہیں۔ اول یہ کہ ہزاروں دعائیں نہایت عاجزی اور اضطرار سے کیجاتی ہیں مگر سوال پورا نہیں ہوتا جسکے معنی یہ ہوتے ہیں کہ دعا قبول نہیں ہوئی حالانکہ خدا نے استجابت دعا کا وعدہ کیا ہے۔ دوسرے یہ کہ جو امور ہونے والے ہیں وہ مقدر ہیں یعنی علم الٰہی میں ہیں اور جو نہیں ہونے والے ہیں وہ بھی علم الٰہی میں ہیں۔ اُن مقدرات کے برخلاف ہرگز نہیں ہوسکتا پس اگر استجابت دعا کے معنی سوال کا پورا ہونا قرار دیئے جاویں تو خدا کا یہ ع

کہ اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ۔ ان سوالوں پر جن کا ہونا مقدر نہیں ہے کسی طرح صادق نہیں آسکتا۔

تقدیر کی دو قسمیں مبرم اور معلق قرار دینا بچوں کی باتیں ہیں اور اس پر بھی کوئی فائدہ مترتب نہیں ہوتا کیونکہ جسکو تقدیر معلق قرار دیا جاتا ہے وہ بھی بمنزلہ اُسی کے ہو جاتی ہے جسکو تقدیر مبرم کہا جاتا ہے۔ معہذا اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ کا وعدہ عام ہے اور اُس میں کوئی چیز اور کوئی شخص مستثنیٰ نہیں ہے اور جبکہ یہ ثابت ہے کہ حصول سوال منحصر مقدر پر ہے تو استجابتِ دعا جسکا وعدہ خدا نے کیا ہے وہ اور کوئی معنی رکھتا ہے۔

ہاں اس میں شبہ نہیں کہ بعض امور جن کا ہونا مقدر میں ہے اور اُن کے لیے بھی دعا مانگی جاتی ہے وہ حاصل ہو جاتے ہیں اور اُن پر استجابت کا مجازاً اطلاق کیا جا سکتا ہے جیسے کہ اس آیت میں هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهُ قَالَ رَبِّ هَبْ لِي مِن لَّدُنكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً إِنَّكَ سَمِيعُ الدُّعَاءِ فَنَادَتْهُ الْمَلَائِكَةُ وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّي فِي الْمِحْرَابِ أَنَّ اللَّهَ يُبَشِّرُكَ بِيَحْيَىٰ مُصَدِّقًا بِكَلِمَةٍ مِّنَ اللَّهِ وَسَيِّدًا وَحَصُورًا وَنَبِيًّا مِّنَ الصَّالِحِينَ (آیت ۳۳-۳۴- آل عمران) اور جیسے کہ اس آیت میں ہے وَزَكَرِيَّا إِذْ نَادَىٰ رَبَّهُ رَبِّ لَا تَذَرْنِي فَرْدًا وَأَنتَ خَيْرُ الْوَارِثِينَ فَاسْتَجَبْنَا لَهُ وَوَهَبْنَا لَهُ يَحْيَىٰ وَأَصْلَحْنَا لَهُ زَوْجَهُ إِنَّهُمْ كَانُوا يُسَارِعُونَ فِي الْخَيْرَاتِ وَيَدْعُونَنَا رَغَبًا وَرَهَبًا وَكَانُوا لَنَا خَاشِعِينَ (آیت ۸۹-۹۰- الانبیاء ۲۱)

حضرت زکریا کے بیٹا پیدا ہونے کو مجازاً استجابت دعا کہا جاوے کیونکہ بیٹا ہونا مقدر میں تھا وہ ضرور ہوتا تھا۔ اسیطرح حضرت ابراہیمؑ کی اس دعا کی نسبت رَبِّ هَبْ لِي مِنَ الصَّالِحِينَ فَبَشَّرْنَاهُ بِغُلَامٍ حَلِيمٍ (آیت ۹۸-۹۹-الصافات ۳۷) مجازاً استجابت دعا کہا جاتا ہے کیونکہ بیٹا ہونا مقدرات میں سے تھا۔

اور جبکہ یہ بات محقق ہوئی کہ دعا عبادت ہے جو دل سے اور خضوع و خشوع سے ہو اُس کے قبول کرنے کا خدا نے وعدہ فرمایا ہے اور وہ کبھی نامقبول نہیں ہوتی تو استجابت دعا کی ٹھیک مراد عبادت کے قبول کرنے اور انسان کے دل میں جو حالت کہ صدق دل سے عبادت کرنے میں پیدا ہوتی ہے اُس کے پیدا ہونے کی ہوئی۔ وھذا ما وعد اللہ وان اللہ لا یخلف المیعاد قال اللہ تعالیٰ إِنَّ اللَّهَ لَا يُضِيعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ (آیت ۱۲۱-التوبۃ ۹) وقال وَاصْبِرْ فَإِنَّ اللَّهَ لَا يُضِيعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ (آیت ۱۱۷-ھود ۱۱) إِنِّي لَا أُضِيعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِنْكُمْ مِنْ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثَىٰ بَعْضُكُمْ مِنْ بَعْضٍ (آیت ۱۹۲-آل عمران ۳)

جو معنی استجابت دعا کے مَیں نے بیان کیئے اُسکے مناسب مشکوۃ میں ایک حدیث ہے عن ابی سعید الخدری ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ما من مسلم یدعو بدعوۃ لیس فیھا اثم ولا قطیعۃ رحم الا اعطاہ اللہ بھا احدی۔ ثلث اما ان یعجل لہ دعوتہ واما ان یدخرھا لہ فی الاٰخرۃ واما ان یصرف عنہ من السوء مثلھا قالوا اذا نکثر قال اللہ اکثر رواہ

احمد قولہ اما ان یعجل لہ اس کا یہی مطلب ہے کہ اگر وہ امر مقدر ہے تو وہ ہو جاوے گا وقولہ اما ان یدخرھا فی الاخرۃ یہ اُنہی امور پر اشارہ ہے جو مقدر نہیں ہیں اور دعا کے عبادت ہونے کے سبب اُسکا ثواب آخرۃ میں ملیگا وھذا ھو قولہ تعالیٰ ادعونی استجب لکم وقولہ اما ان یصرف عنہ من السّوٓء کما قال اللہ ویکشف السّوٓء اس سے یہی مراد ہے کہ وہ دعا اُس قوت کو تحریک کرنے والی ہوتی ہے جس سے اُس رنج و مصیبت و اضطراب میں جو مطلب حاصل ہونے سے ہوتا ہے تسکین دیتی ہے اور جبکہ دعا دل سے اور اپنے تمام فطرتی قوار کو متوجہ کر کے کیجاتی ہے اور خدا کی عظمت اور بے انتہا قدرت کا خیال اپنے دل میں جمایا جاتا ہے تو وہ قوت تحریک میں آتی ہے اور اُن تمام قوتوں پر جن سے اضطرار پیدا ہوا ہے اور اُس مصیبت کا رنج برانگیختہ ہوا ہے اُن سب پر غالب ہو جاتی ہے اور انسان کو صبر و استقلال پیدا ہو جاتا ہے اور ایسی کیفیت کا دل میں پیدا ہونا لازمۂ عبادت ہے اور یہی دعا کا مستجاب ہونا ہے ؞

انسان کی فطرت میں یہ بات داخل ہے کہ جب اُس پر کوئی مصیبت آتی ہے اور اُس کے دل کو اضطراب ہوتا ہے تو وہ کسی کی طرف استمداد اور استعانت کے لیئے رجوع کرتا ہے اگر وہ امر ایسا ہو کہ کوئی انسان اُس کی مدد کر سکتا ہے تو وہ انسان کی طرف رجوع کرتا ہے اور اگر وہ امر کسی انسان کی مدد سے بالاتر ہے تو کسی

ایسی ہستی سے امداد چاہتا ہے جو اُس کے نزدیک اُس امر میں مدد کر سکتی ہے مگر خدا نے ہمکو اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْن کی تعلیم دی ہے اور اُس کا لازمہ یہ ہے کہ ہم کسی امر میں سوائے خدا کے اَور کسی سے مدد نہ چاہیں۔ وہ امر کیسا ہی بُرا یا کیسا ہی چھوٹا ہو ۔

مشکوٰۃ میں یہ حدیث حضرت انسؓ سے مروی ہے قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیسال احدکم ربہ حاجتہ کلھا حتی یسال شسع نعلہ اذا انقطع یعنی ہر شخص اپنی تمام حاجتیں خدا ہی سے مانگے یہاں تک کہ اگر اُس کی جوتی کا تسمہ ٹوٹ جاوے تو اُسکو بھی خدا سے مانگے۔ پس دعا سے مقصد یہ ہے کہ ہر حال میں بندے کو خدا سے تعلق اور ہر امر میں اُس کی طرف رجوع رہے نہ کسی غیر کی طرف ۔

جو لوگ کہ حقیقت دعا سے اور جو حکمت اُس میں ہے اُس سے ناواقف ہیں وہ کہہ سکتے ہیں کہ جب یہ امر مسلّم ہے کہ جو مقدر نہیں ہے وہ نہیں ہونے کا تو دعا سے کیا فائدہ ہے۔ مگر اُس میں چند ناسمجھیاں ہیں۔ اوّل تو یہ معلوم نہیں کہ وہ مقدر ہے یا نہیں۔ دوسرے یہ کہ وہ ایسا کہنے میں فطرت انسانی کو بھول جاتے ہیں انسان کی فطرت میں یہ امر داخل ہے کہ حالت اضطرار میں یا حصول مطالب کے لیئے دوسرے سے استمداد کی خواہش رکھتا ہے بلا خیال اس کے کہ وہ ہوگا یا نہیں اور انسان کی یہ فطرت اُس سے جُدا نہیں ہو سکتی اور مقتضائے اُسکی فطرت کے

اُسکو کہا گیا ہے کہ خدا ہی سے مانگو جو مانگو ۔ واللہ یعلم انہا مقدرام
لا فان لم یکن مقدرا یعطیک ثوابہا او یدخرہا لک فی الاخرۃ فاما
فی الدنیا یصرف عنک من السوء مثلہا ۔ فانظر ما تفعل فی امور دنیاک
انت تسعے بکمال جہد وابتہال فی حصولہا وتعلم انہا لا تحصل ان
لم یکن مقدرا فاف لک ان قصرت فی الدعاء الی اللہ مع ان اللہ عزوجل
وعدک احدی ثلث اما ان یعجل لک دعوتک واما ان یدخرہا لک
فی الاخرۃ واما ان یصرف عنک من السوء مثلہا ولہذا قال رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من لم یسال اللہ یغضب علیہ رواہ ابوہریرۃ
(مشکوٰۃ) ۔

وھذہ دعائی الی اللہ ۔ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ
(آیت ۱۲۱ ۔ البقرۃ ۲) ۔

رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَیْنِ لَکَ وَمِنْ ذُرِّیَّتِنَا اُمَّۃً مُّسْلِمَۃً لَّکَ وَاَرِنَا
مَنَاسِکَنَا وَتُبْ عَلَیْنَا اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ (آیت ۱۲۲ ۔ البقرۃ ۲)

رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا وَمَا لَہٗ فِی الْاٰخِرَۃِ مِنْ خَلَاقٍ (آیت ۱۹۶ ۔ البقرۃ ۲)

رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ (آیت ۱۹۷ البقرۃ ۲)

رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا اِنْ نَّسِیْنَا اَوْ اَخْطَاْنَا رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَیْنَا اِصْرًا کَمَا حَمَلْتَہٗ عَلَی
الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِنَا رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَۃَ لَنَا بِہٖ وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْ لَنَا

وَارْحَمْنَا اَنْتَ مَوْلٰنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ (آیت ۲۸۶ - البقرۃ ۲) ٭

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ (آیت ۸ - ال عمران ۳) ٭

رَبَّنَا اِنَّنَا اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ (آیت ۱۶ - ال عمران ۳) ٭

رَبَّنَا اٰمَنَّا بِمَا اَنْزَلْتَ وَاتَّبَعْنَا الرَّسُوْلَ فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ (آیت ۵۳ ال عمران ۳) ٭

رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَاِسْرَافَنَا فِيْ اَمْرِنَا وَثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ (آیت ۱۴۷ - ال عمران ۳) ٭

رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ (آیت ۱۹۱ ال عمران ۳) ٭

رَبَّنَا اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُّنَادِيْ لِلْاِيْمَانِ اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّكُمْ فَاٰمَنَّا۔ رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ (آیت ۱۹۳-۱۹۱ ال عمران ۳) ٭

رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰى رُسُلِكَ وَلَا تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ (آیت ۱۹۴ - ال عمران ۳) ٭

رَبَّنَا اٰمَنَّا فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ (آیت ۸۳ - المائدہ ۵)

رَبَّنَا اَنْزِلْ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ تَكُوْنُ لَنَا عِيْدًا لِّاَوَّلِنَا وَاٰخِرِنَا وَاٰيَةً

مِنْكَ وَارْزُقْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ (آیت ۱۱۴ - المائدۃ ۵) ۞

رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ (آیت ۲۳ - اعراف ۷)

رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ (آیت ۴۷ - الاعراف ۷) ۞

رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَاَنْتَ خَيْرُ الْفٰتِحِيْنَ (آیت ۸۷ - اعراف ۷)

رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّتَوَفَّنَا مُسْلِمِيْنَ (آیت ۱۲۳ - الاعراف ۷) ۞

رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ (آیت ۸۵ - یونس ۱۰) ۞

رَبَّنَآ اٰتِنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً وَّهَيِّئْ لَنَا مِنْ اَمْرِنَا رَشَدًا (آیت ۹ - کہف ۱۸)

رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ (آیت ۱۱۱ - المومنون ۲۳)

رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا

(آیت ۷۴ - فرقان ۲۵) ۞

رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا

غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ (آیت ۱۰ - الحشر ۵۹) ۞

رَبَّنَا عَلَيْكَ تَوَكَّلْنَا وَاِلَيْكَ اَنَبْنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ (آیت ۴ - الممتحنۃ ۶۰)

رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَاغْفِرْ لَنَا رَبَّنَآ اِنَّكَ اَنْتَ

الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ (آیت ۵ - الممتحنۃ ۶۰) ۞

رَبَّنَآ اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا وَاغْفِرْ لَنَا اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ (آیت ۸ - التحریم ۶۶)

تمّت

دیکھو! دیکھو!! دیکھو!!!

مفسر القرآن آنریبل ڈاکٹر سر سید احمد خان علیہ الرحمۃ والغفران

کے

آخری مضامین

یہ وہ عالی قدر اور مقدس مضامین ہیں جو مرحوم سید نے از ابتدائے یکم شوال ۱۳۱۴ ہجری لغایت ماہ ذیقعدہ ۱۳۱۵ ہجری نہایت دلسوزی کی ساتھ لکھے اور آخر کار مضمون لکھتے لکھتے ہی ہم سے دائمی مفارقت کر کے اپنے مالک حقیقی کی طرف تشریف لے گئے۔ راقم نے اس خیال سے کہ یہ گوہر بے بہا ضائع نہ ہو جاویں نہایت تلاش اور تجسس سے جمع کرا کر طبع کرائے اور یہ مضامین اپنی قوم کے نام نامی پر معنون کئے جسکے واسطے وہ جگر گوشہ بتول وآل رسول عمر بھر سر توڑ کوشش کرتا رہا۔ وطن سے بے وطن ہوا۔ خویش و بیگانے اپنے بیگانے کا ہدف تیر بنا۔ سختیاں سہتا رہا۔ بری بھلی سنتا رہا۔ کبھی [illegible] بنا کبھی مجنون۔ پر حرف شکایت لب تک نہ لایا۔ کہا تو یہی کہا کہ رب اھد قومی انہم لا یعلمون۔ قوم کی یاد میں جیا۔ قوم کی دھن میں مرا۔ اور جب قومی کے شغف میں فنا فی القوم کے درجہ کو پہنچا۔ اب میں دیکھتا ہوں کہ وہ قوم اس محسن کی کہاں تک قدر کرتی ہے۔ جو مضامین اس کتاب میں ہیں وہ حسب ذیل ہیں:۔

قیمت مجلد ایک روپیہ (عصر) — علاوہ محصول ڈاک

(فہرست مضامین)